❁❁❁ تقریر ❁❁❁

تقریر بابت سیرت رسولؐ
وقت 5-7 منٹ

اَنَا حَبِیْبُ اللّٰہِ (حضرت محمدؐ)

مَیں اللہ تعالیٰ کا حبیب ہوں

(تقریر نمبر 12)

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:

قُلۡ اِنۡ کُنۡتُمۡ تُحِبُّوۡنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوۡنِیۡ یُحۡبِبۡکُمُ اللّٰہُ وَ یَغۡفِرۡ لَکُمۡ ذُنُوۡبَکُمۡ ؕ وَ اللّٰہُ غَفُوۡرٌ رَّحِیۡمٌ (ال عمران:32)

تُو کہہ دے کہ اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو تم میری پیروی کرو اللہ تم سے محبت کرے گا، اور تمہارے گناہ بخش دے گا۔ اور اللہ بہت بخشنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔

الَّذِیۡنَ یُنۡفِقُوۡنَ فِی السَّرَّآءِ وَ الضَّرَّآءِ وَ الۡکٰظِمِیۡنَ الۡغَیۡظَ وَ الۡعَافِیۡنَ عَنِ النَّاسِ ؕ وَ اللّٰہُ یُحِبُّ الۡمُحۡسِنِیۡنَ (ال عمران:135)

(یعنی) وہ لوگ جو آسائش میں بھی خرچ کرتے ہیں اور تنگی میں بھی اور غصہ دبا جانے والے اور لوگوں سے درگزر کرنے والے ہیں۔ اور اللہ احسان کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔

ہیچ محبوبے نماند ہمچو یار دلبرم
مہر و مہ را نیست قدرے در دیارِ دلبرم
آں کجا رُوئے کہ دارد ہمچو رُویش آب و تاب
واں کُجا باغے کہ مے دارد بہارِ دلبرم

(براہین احمدیہ، روحانی خزائن جلد اول صفحہ 597-598 حاشیہ)

کہ میرے محبوب جیسا کوئی نہیں ہے۔ اس کے ہاں چاند اور سورج کی بھی کوئی قیمت نہیں۔ ایسا چہرہ کہاں کہ اس جیسی آب و تاب رکھتا ہو اور ایسا باغ کہاں جو میرے محبوب جیسی بہار رکھتا ہو۔

معزز سامعین! میری آج کی گزارشات کا عنوان آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اپنی ہی بیان فرمودہ فضیلت اَنَا حَبِیْبُ اللّٰہِ وَلَا فَخْرَ ہے جس کا ترجمہ یہ ہے۔ مَیں اللہ تعالیٰ کا حبیب ہوں اور مجھے اس پر کوئی فخر نہیں۔ اصل روایت یوں ہے۔

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ چند صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے انتظار میں بیٹھے ہوئے تھے۔ اتنے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے جب ان صحابہ کے قریب پہنچے تو انہیں کچھ گفتگو کرتے ہوئے سنا۔ اُن میں سے بعض نے کہا: کیا خوب! اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق میں سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اپنا خلیل بنایا۔ دوسرے نے کہا: یہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے اللہ تعالیٰ سے ہم کلام ہونے سے زیادہ بڑی بات تو نہیں۔ ایک نے کہا: حضرت عیسیٰ علیہ السلام کلمۃ اللہ اور روح اللہ ہیں۔ کسی نے کہا: اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو چن لیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اُن کے پاس تشریف لائے سلام کیا اور فرمایا: مَیں نے تمہاری گفتگو اور تمہارا اظہارِ تعجب سنا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام خلیل اللہ ہیں۔ بیشک وہ ایسے ہی ہیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نجی اللہ ہیں۔ بیشک وہ اسی طرح ہیں، حضرت عیسیٰ علیہ السلام روح اللہ اور کلمۃ اللہ ہیں۔ واقعی وہ اسی طرح ہیں۔ حضرت آدم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے چن لیا۔ وہ بھی یقیناً ایسے ہی (شرف

والے) ہیں۔ أَلَا وَأَنَا حَبِيبُ اللهِ وَلَا فَخْرَ، وَأَنَا حَامِلُ لِوَاءِ الْحَمْدِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَأَنَا أَوَّلُ شَافِعٍ وَأَوَّلُ مُشَفَّعٍ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا فَخْرَ وَأَنَا أَوَّلُ مَنْ يُحَرِّكُ حِلَقَ الْجَنَّةِ فَيَفْتَحُ اللهُ لِي فَيُدْخِلُنِيهَا وَمَعِي فُقَرَاءُ الْمُؤْمِنِينَ وَلَا فَخْرَ، وَأَنَا أَكْرَمُ الْأَوَّلِينَ وَالْآخِرِينَ عَلَى اللهِ وَلَا فَخْرَ

(الترمذی فی السنن کتاب المناقب عن رسول اللہ ﷺ باب فی فضل النبی ﷺ 5/587، الرقم: 3616)

کہ سن لو! **مَیں اللہ تعالیٰ کا حبیب ہوں** اور مجھے اس پر کوئی فخر نہیں۔ مَیں قیامت کے دن حمد کا جھنڈا اٹھانے والا ہوں اور مجھے اس پر کوئی فخر نہیں۔ قیامت کے دن سب سے پہلا شفاعت کرنے والا بھی مَیں ہی ہوں اور سب سے پہلے میری ہی شفاعت قبول کی جائے گی اور مجھے اس پر کوئی فخر نہیں۔ سب سے پہلے جنت کا کنڈا کھٹکھٹانے والا بھی مَیں ہی ہوں۔ اللہ تعالیٰ میرے لئے اسے کھولے گا اور مجھے اس میں داخل فرمائے گا۔ میرے ساتھ فقیر و غریب مومن ہوں گے اور مجھے اس بات پر کوئی فخر نہیں۔ مَیں اولین و آخرین میں اللہ تعالیٰ کے حضور سب سے زیادہ عزت والا ہوں لیکن مجھے اس بات پر کوئی فخر نہیں۔

حضرت عمرو بن قیس رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

نَحْنُ الْآخِرُونَ، وَنَحْنُ السَّابِقُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَإِنِّي قَائِلٌ قَوْلًا غَيْرَ فَخْرٍ: إِبْرَاهِيمُ خَلِيلُ اللهِ، وَمُوسَى صَفِيُّ اللهِ، وَأَنَا حَبِيبُ اللهِ، وَمَعِي لِوَاءُ الْحَمْدِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَإِنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ وَعَدَنِي فِي أُمَّتِي، وَأَجَارَهُمْ مِنْ ثَلَاثٍ لَا يَعُمُّهُمْ بِسَنَةٍ وَلَا يَسْتَأْصِلُهُمْ عَدُوٌّ وَلَا يَجْمَعُهُمْ عَلَى ضَلَالَةٍ

(الدارمی فی السنن باب 8 ما أعطِیَ النَّبِیُّ ﷺ من الفضل، 1/42 الرقم 54)

کہ ہم آخر میں آنے والے اور قیامت کے دن سب سے سبقت لے جانے والے ہیں۔ مَیں بغیر کسی فخر کے یہ بات کہتا ہوں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام خلیل اللہ ہیں اور حضرت موسیٰ علیہ السلام صفی اللہ ہیں اور مَیں حبیب اللہ ہوں۔ قیامت کے دن حمد کا جھنڈا میرے ہاتھ میں ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے مجھ سے میری امت کے متعلق وعدہ کر رکھا ہے اور تین باتوں سے اُسے (امت کو) بچایا ہے۔ ایسا قحط اُن پر نہیں آئے گا جو پوری امت کا احاطہ کر لے اور کوئی دشمن اُسے جڑ سے نہیں اکھاڑ سکے گا اور اللہ تعالیٰ انہیں گمراہی پر جمع نہیں فرمائے گا۔

ایک روایت میں حضورؐ نے نہایت پیارے انداز میں اپنے اللہ کی طرف اِس فعل کو منسوب کرتے ہوئے فرمایا کہ وَاتَّخَذَنِي حَبِيبًا کہ اُس اللہ نے مجھے اپنا حبیب بنایا ہے۔

سامعین! حبیب، کا معنی ہے پیارا، محبوب، دوست، معشوق۔ یہ لفظ عربی زبان سے ماخوذ ہے اور اردو میں بھی استعمال ہوتا ہے۔ حبیب اللہ کا مطلب ہے "اللہ کا پیارا" **الحبیب:** کسی ایسے شخص کے لیے استعمال ہوتا ہے جسے بہت زیادہ پسند کیا جاتا ہو یا جس سے محبت کی جاتی ہو۔ اس لفظ کا استعمال کسی بھی ایسے شخص کے لیے ہو سکتا ہے جسے کوئی پسند کرتا ہو۔ جیسے اَلْکَاسِبُ حَبِیبُ اللہ کہا جاتا ہے یعنی ہاتھ سے حلال کمائی کرنے والا حبیبِ خدا ہے لیکن یہ اکثر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے استعمال ہوتا ہے، جنہیں اللہ کا حبیب کہا گیا ہے۔

دوست کے لئے رفیق، خلیل اور حبیب کے الفاظ استعمال ہوتے ہیں۔ لیکن حبیب اس دوست کو کہتے ہیں جو محبوبیت کے مقام کو پہنچا ہوا ہو جب کہ خلیل مطلق دوست کو کہتے ہیں اور رفیق ساتھی و ہمسفر اور مُرید و پیروکار کے لیے بولا جاتا ہے اور ملا علی قاری نے لکھا ہے کہ خلیل وہ دوست ہے جس کی دوستی کسی حاجت اور غرض کے تحت ہو جبکہ حبیب وہ دوست ہے جو اپنی دوستی میں بالکل بے لوث اور بے غرض ہو۔ واضح رہے کہ یوں تو تمام ہی انبیاء و رسول بلکہ تمام ہی اہل ایمان بارگاہِ رب العزت کے دوست اور محبوب ہیں، لیکن دوستی اور محبوبیت کے بھی چونکہ مختلف درجات و مراتب ہوتے ہیں اس لئے یہاں گفتگو دوستی و محبوبیت کے اس درجہ و مرتبہ کے بارے میں ہے جو سب سے اعلیٰ اور سب سے بہتر ہیں۔ رہی یہ بات کہ بارگاہ رب العزت میں دوستی و محبوبیت کا سب سے بلند و برتر درجہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حاصل ہے، تو اس کی سب سے بڑی دلیل قرآن کریم کی یہ آیت ہے قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ (آل عمران: 32) کہ (اے محمد) کہہ دیجئے کہ اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میری پیروی کرو، اللہ بھی تم سے دوستی رکھے گا۔

سامعین! لفظ حبیب کا استعمال دو طرفہ ہوتا ہے۔ اگر کوئی اللہ تبارک و تعالیٰ کا دوست اور پیارا ہے تو اللہ تعالیٰ بھی اُس سے پیار بھرا سلوک کرے گا۔ جیسا کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے الفاظ اَنَا حَبِیبُ اللہ اور وَاتَّخَذَنِي حَبِيبًا کے الفاظ سے عیاں ہے۔ ایک طرف آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے آپ کو حبیبِ خدا کہہ رہے ہیں تو دوسری طرف اِس بات کے بھی دعویدار ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنا دوست اور پیارا بنایا ہے۔ مَیں نے یہ امر نوٹ کیا ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی کسی فضیلت اور خوبی

کو اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کریں تو اِس امر میں دلشاد نظر آتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اِس خوبی سے آراستہ کیا ہے اور شکرِ الٰہی کے جذبات بھی بڑھ جاتے ہیں اور ساتھ فرماتے جاتے ہیں وَلَا فَخْرَ مجھے اس پر کوئی فخر نہیں یہ محض اللہ تعالیٰ کی عنایت ہے۔

سامعین! قرآن کریم میں محبت، پسندیدگی کے حوالہ سے اَنَا حَبِیْبُ اللّٰہِ کے مضمون کو دیکھیں تو بہت دلچسپ مضمون اُبھرتا ہے جیسے اللہ تعالیٰ نے بار بار متقیوں سے محبت کرنے کا ذکر فرمایا ہے جیسے اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الْمُتَّقِیْنَ (آل عمران:77) کہ اللہ تعالیٰ متقیوں سے محبت کرتا ہے۔ آپؐ ان معنوں میں اللہ کے حبیب تھے کیونکہ آپؐ متقیوں میں سے سب سے اکرم مخلوق تھے اور آپؐ کَانَ خُلُقُہُ الْقُرْاٰنِ کے مصداق تھے۔ جس کی عادات اور خصلتیں قرآن کے مطابق ہوں گی۔ اُس سے بڑھ کر متقی کون ہو سکتا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الْمُقْسِطِیْنَ (الممتحنۃ:9) کہ اللہ تعالیٰ انصاف کرنے والوں سے محبت کرتا ہے اور آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم، حبیب اللہ بننے کے لئے اِس پیمانہ پر بھی پُورا اُترتے نظر آتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا تھا کہ اگر میری بیٹی فاطمہ بھی چوری کرتی تو مَیں اِس کے ہاتھ کاٹ دیتا۔ اللہ تعالیٰ نے محبت کرنے والوں کا ایک پیمانہ یہ بیان فرمایا کہ وَاللّٰہُ یُحِبُّ الْمُطَّھِّرِیْنَ (التوبۃ:108) ہمارے آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم مادی اور روحانی لحاظ سے پاک ترین ہستی تھی۔ آپؐ نہ صرف خود مطہّر تھے بلکہ آپؐ کا مبارک وجود طہارت بخش تھا۔ نماز، نوافل سے قبل مِفْتَاحُ الصَّلٰوۃِ الطُّھُوْرُ کی تعلیم دراصل آپؐ کی پاکیزگی اور طہارت کی طرف اشارہ ہے اور قرآن کریم کے متعلق لَا یَمَسُّہٗ اِلَّا الْمُطَھَّرِیْنَ بھی آپؐ کی طہارت کی عکاسی کر رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنی محبت کا اظہار جن لوگوں سے کرتا ہے اُن میں محسنین بھی ہے۔ جیسے فرمایا وَاللّٰہُ یُحِبُّ الْمُحْسِنِیْنَ (آل عمران:135) اور آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر احسان کرنے والی ہستی کون ہو سکتی ہے۔ آپؐ اللہ تعالیٰ کے احسانات کا بار بار اظہار کرتے اور شکر بجالاتے۔ یہی کیفیت آپؐ کی مخلوقِ خدا سے تھی آپؐ اپنے صحابہ اور ساتھیوں کا بھی شکریہ ادا کیا کرتے تھے۔

سامعین! پھر اللہ تعالیٰ نے وَاللّٰہُ یُحِبُّ الصّٰبِرِیْنَ (آل عمران:147) کہہ کر اُن لوگوں کی حوصلہ افزائی فرمائی جو مشکلات، مصائب پر صبر سے کام لیتے ہیں۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم پر مصائب کے کیا کیا پہاڑ نہ توڑے گئے۔ آپؐ کو تبلیغ سے روکا گیا۔ آپؐ کی عبادات کی راہ میں روڑے اٹکائے گئے۔ کانٹے بچھائے گئے۔ آپؐ پر کوڑا کرکٹ پھینکا گیا۔ ایک دفعہ عبادت کے دوران آپؐ کی پُشت پر اونٹ کی بھاری بھرکم بچہ دانی ڈال دی گئی مگر آپؐ نے کمال صبر سے کام لیا اور اپنے خداوند کریم کے پیاروں میں شامل ہو کر حبیبِ خدا بنے۔ اِسی طرح اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الْمُتَوَکِّلِیْنَ (آل عمران:160) فرما کر توکل کرنے والوں کو بھی اپنے محبین میں شامل کیا اور آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر کون متوکل علی اللہ ہو سکتا ہے جس کو اللہ تعالیٰ اپنا حبیب قرار دے۔

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے توکل علی اللہ کے بے شمار واقعات تاریخ اسلام میں ملتے ہیں جیسے غزوہ ذات الرقاع میں آپؐ جب ایک درخت کے نیچے ستا رہے تھے تو ایک دشمن نے آپؐ ہی کی تلوار پکڑ کر آپؐ سے پوچھا کہ اب بتائیں! آپؐ کو مجھ سے کون بچائے گا تو آپؐ نے کمال توکّل، یقین سے فرمایا۔ میرا خدا! آپؐ کی یہ آواز اِس قدر رعب دار تھی کہ دشمن کے ہاتھ سے تلوار نیچے گر گئی۔

(بخاری کتاب الغازی)

سامعین! مَیں نے اَنَا حَبِیْبُ اللّٰہِ کے حوالہ سے صرف ایک پہلو کو مدنظر رکھ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اللہ سے دوستی، یاری اور پیار پن کا ذکر کیا ہے ورنہ تو یہ مضمون بہت وسیع ہے۔ اگر کسی وقت پھر موقع ملا تو ان شاء اللہ مزید تفصیل سے روشنی ڈالی جائے گی۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تقلید میں اَنَا حَبِیْبُ اللّٰہِ کا اعلان کر کے اِس کے تمام تقاضوں پر عمل کرنے والا بنائے۔ آمین

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک ذات کے عاشق زار اور دیوانہ ہوئے اور پھر وہ پایا جو دنیا میں کبھی کسی کو نہیں ملا۔ آپؐ کو اللہ تعالیٰ سے اس قدر محبت تھی کہ عام لوگ بھی کہا کرتے تھے کہ عَشِقَ مُحَمَّدٌ عَلٰی رَبِّہٖ یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنے رب پر عاشق ہو گیا۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔"

(ملفوظات جلد سوم صفحہ 524، ایڈیشن 1988ء)

پھر آپ علیہ السلام فرماتے ہیں:

"مَیں ہمیشہ تعجب کی نگہ سے دیکھتا ہوں کہ یہ عربی نبی جس کا نام محمد ہے صلی اللہ علیہ وسلم۔ (ہزار ہزار درود اور سلام اس پر)۔ یہ کس عالی مرتبہ کا نبی ہے۔ اس کے عالی مقام کا انتہا معلوم نہیں ہو سکتا اور اس کی تاثیر قدسی کا اندازہ کرنا انسان کا کام نہیں۔ افسوس کہ جیسا حق شناخت کا ہے اس کے مرتبہ کو شناخت نہیں کیا گیا۔ وہ توحید جو دنیا سے گم ہو چکی تھی وہی ایک پہلوان ہے جو دوبارہ اس کو دنیا میں لایا۔ اس نے خدا سے انتہائی درجہ پر محبت کی اور انتہائی درجہ پر بنی نوع کی ہمدردی میں اس کی جان گداز ہوئی۔ اِس لئے خدا نے جو اس کے دل کے راز کا واقف تھا اس کو تمام انبیاء اور تمام اوّلین و آخرین پر فضیلت بخشی اور اس کی مرادیں اس کی زندگی میں اس کو دیں۔ وہی ہے جو سرچشمہ ہر ایک فیض کا ہے اور وہ شخص جو بغیر اقرار افاضہ اس کے کسی فضیلت کا دعویٰ کرتا ہے وہ انسان نہیں ہے بلکہ ذریّتِ شیطان ہے کیونکہ ہر ایک فضیلت کی کُنجی اُس کو دی گئی ہے اور ہر ایک معرفت کا خزانہ اُس کو عطا کیا گیا ہے۔ جو اس کے ذریعہ سے نہیں پاتا وہ محروم ازلی ہے۔ ہم کیا چیز ہیں اور ہماری حقیقت کیا ہے۔ ہم کافرِ نعمت ہوں گے اگر اس بات کا اقرار نہ کریں کہ توحید حقیقی ہم نے اِسی نبی کے ذریعہ سے پائی اور زندہ خدا کی شناخت ہمیں اِسی کامل نبی کے ذریعہ سے اور اس کے نور سے ملی ہے اور خدا کے مکالمات اور مخاطبات کا شرف بھی جس سے ہم اس کا چہرہ دیکھتے ہیں اِسی بزرگ نبی کے ذریعہ سے ہمیں میسر آیا ہے۔ اس آفتاب ہدایت کی شعاع دھوپ کی طرح ہم پر پڑتی ہے اور اسی وقت تک ہم منوّر رہ سکتے ہیں جب تک کہ ہم اس کے مقابل پر کھڑے ہیں۔"

(حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 118-119)

ہمارے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ فرماتے ہیں:

"پس یہ ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ مقام جس کو قائم کرنے کے لئے اور اللہ تعالیٰ کی محبت دلوں میں پیدا کرنے کے لئے آپؐ پیدا ہوئے تھے۔ ایک اعلیٰ انسان اور عبدرحمن کا مقام جو کسی کو ملا وہ سب سے اعلیٰ مقام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ملا۔ اور بندے کی پہچان اپنی ذات کی پہچان اور خدا تعالیٰ کی ذات کی پہچان کرانے کے لئے آپ مبعوث ہوئے تھے۔ توحید کے قیام کے لئے آپ مبعوث ہوئے تھے۔ اور ساری زندگی اسی میں آپؐ نے گزاری۔ اور یہی آپ کی خواہش تھی کہ دنیا کا ہر فرد ہر شخص اس توحید پر قائم ہو جائے۔ اور اس زمانے میں بھی آپؐ کے غلام حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کی پہچان اس تعلیم کی رو سے ہمیں کروائی۔ پس ہمارا فرض بنتا ہے کہ ہم اپنے آقا و مطاع صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی میں خدائے واحد کی عبادت اور اس کے نام کی غیرت کو اپنی زندگیوں کا حصہ بنائیں تبھی ہم حقیقت میں لَااِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ کا کلمہ پڑھنے والے کہلا سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔"

(خطبہ جمعہ 4 فروری 2005ء)

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰٓی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰٓی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ

اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰٓی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰٓی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ

(کمپوزڈ: منہاس محمود۔ جرمنی)